حکومت

برائی یا بھلائی کا سرچشمہ

سید ابوالاعلیٰ مودودی

منشورات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دنیا میں آپ جتنی خرابیاں دیکھتے ہیں، اُن سب کی جڑ دراصل حکومت کی خرابی ہے۔

طاقت اور دولت حکومت کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ قانون حکومت بناتی ہے۔ انتظام کے سارے اختیارات حکومت کے قبضے میں ہوتے ہیں۔ پولیس اور فوج کا زور حکومت کے پاس ہوتا ہے۔ لہٰذا جو خرابی لوگوں کی زندگی میں پھیلتی ہے وہ یا تو خود حکومت کی پھیلائی ہوئی ہوتی ہے یا اس کی مدد سے پھیلتی ہے۔ کیونکہ کسی چیز کو پھیلنے کے لیے جس طاقت کی ضرورت ہوتی ہے، وہ تو حکومت ہی کے پاس ہے۔

آپ دیکھتے ہیں کہ....

- آپ دیکھتے ہیں کہ سُود خوری کا بازار خوب گرم ہو رہا ہے اور مال دار لوگ غریبوں کا خُون چوستے چلے جا رہے ہیں۔ یہ کیوں؟ صرف اس لیے کہ حکومت خود سُود کھاتی ہے اور کھانے والوں کو مدد دیتی ہے۔ اس کی عدالتیں سُود خوروں کو ڈگریاں دیتی ہیں اور اس کی

حمایت ہی کے بل پر یہ بڑے بڑے ساہوکارے اور بینک چل رہے ہیں۔

● آپ دیکھتے ہیں کہ لوگوں میں بے حیائی اور بداخلاقی روز بروز بڑھتی چلی جارہی ہے۔ یہ کس لیے؟ محض اس لیے کہ حکومت نے لوگوں کی تعلیم وتربیت کا ایسا ہی انتظام کیا ہے' اور اس کو اخلاق اور انسانیت کے وہی نمونے پسند ہیں جو آپ کو نظر آرہے ہیں۔ کسی دوسرے طرز کی تعلیم وتربیت سے آپ کسی اور نمونے کے انسان تیار کرنا چاہیں تو ذرائع کہاں سے لائیں گے؟ اور تھوڑے بہت تیار بھی کر دیں تو وہ کھپیں گے کہاں؟ رزق کے دروازے اور کھپت کے میدان تو سارے کے سارے بگڑی ہوئی حکومت کے قبضے میں ہیں۔

● آپ دیکھتے ہیں کہ دنیا میں بے حد وحساب خون ریزی ہورہی ہے۔ انسان کا علم اس کی تباہی کے لیے استعمال کیا جارہا ہے۔ انسان کی محنت کے پھل آگ کی نذر کیے جارہے ہیں اور بیش قیمت جانیں مٹی کے ٹھیکروں سے بھی زیادہ بے دردی کے ساتھ ضائع کی جارہی ہیں۔ یہ کس وجہ سے؟ صرف اس وجہ سے کہ آدم کی اولاد میں جو لوگ سب سے زیادہ شریر اور بدنفس تھے، وہ دنیا کی قوموں کے رہنما اور اقتدار کی باگوں کے مالک ہیں۔ قوت ان کے ہاتھ میں ہے۔ اس لیے وہ دنیا کو جدھر چلا رہے ہیں' اسی طرف دنیا چل رہی ہے۔ علم، دولت، محنت، جان ہر چیز کا جو مصرف انھوں نے تجویز کیا ہے' اسی میں ہر چیز صرف ہورہی ہے۔

● آپ دیکھتے ہیں کہ دنیا میں ہر طرف ظلم ہورہا ہے۔ کمزور کے لیے کہیں انصاف نہیں۔ غریب کی زندگی دشوار ہے۔ عدالتیں بنیے کی دکان بنی ہوئی ہیں، جہاں سے صرف روپے کے عوض ہی انصاف خریدا جاسکتا ہے۔ لوگوں سے بے حساب ٹیکس وصول کیے جاتے

ہی دوسری فضول خرچیوں پر اُڑا دیے جاتے ہیں۔ ساہوکار، زمین دار، راجہ اور رئیس، خطاب یافتہ اور خطاب کے امیدوار، عمائدین، گدّی نشین، پیر اور مہنت، سینما کمپنیوں کے مالک، شراب کے تاجر، فحش کتابیں اور رسالے شائع کرنے والے، جوئے کا کاروبار چلانے والے اور ایسے ہی بہت سے لوگ خلقِ خدا کی جان، مال، عزّت، اخلاق ہر چیز کو تباہ کر رہے ہیں اور کوئی اُن کو روکنے والا نہیں۔

● مثال کے طور پر آپ دیکھتے ہیں: کہ زِنا دھڑلے سے ہو رہا ہے اور علانیہ یہ کاروبار جاری ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ وجہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ حکومت کے اختیارات جن لوگوں کے ہاتھ میں ہیں، ان کی نگاہ میں زنا کوئی جرم نہیں ہے۔

یہ سب کیوں ہو رہا ہے؟ یہ اس لیے کہ حکومت کی کل بگڑی ہوئی ہے۔

طاقت اور ظلم

طاقت جن کے ہاتھوں میں ہے وہ خراب ہیں۔ وہ خود بھی ظلم کرتے ہیں اور ظالموں کا ساتھ بھی دیتے ہیں، اور جو بھی ظلم ہوتا ہے اس وجہ سے ہوتا ہے کہ وہ اس کے ہونے کے خواہش مند یا کم از کم روادار ہیں۔

ان مثالوں سے یہ بات آپ کی سمجھ میں آ گئی ہو گی، کہ حکومت کی خرابی تمام خرابیوں کی جڑ ہے۔

لوگوں کے خیالات کا گمراہ ہونا، اخلاق کا بگڑنا، انسانی قوتوں اور قابلیتوں کا غلط

راستوں میں صرف ہونا، کاروبار اور معاملات کی غلط صورتوں اور زندگی کے بُرے طور طریق کا رواج پانا، ظلم وستم اور بدافعال کا پھیلنا، اور خلق خدا کا تباہ ہونا، یہ سب کچھ نتیجہ ہے اس ایک بات کا' کہ اختیارات واقتدار کی کنجیاں غلط ہاتھوں میں ہیں۔

ظاہر ہے کہ جب طاقت بگڑے ہوئے لوگوں کے ہاتھوں میں ہوگی اور جب خلقِ خدا کا رزق انھی کے تصرف میں ہوگا تو وہ نہ صرف خود بگاڑ کو پھیلائیں گے' بلکہ بگاڑ کی ہر صورت اُن کی مدد اور حمایت سے پھیلے گی۔ اور جب تک اختیارات ان کے قبضہ میں رہیں گے، کسی چیز کی اصلاح نہ ہوسکے گی۔

یہ بات جب آپ کے ذہن نشین ہوگئی' تو یہ سمجھنا آپ کے لیے آسان ہے کہ خلقِ خدا کی اصلاح کرنے اور لوگوں کو تباہی کے راستے سے بچا کر فلاح اور سعادت کے راستے پر لانے کے لیے اس کے سوا کوئی چارہ ہی نہیں ہے' کہ **حکومت کے بگاڑ کو درست کیا جائے۔**

طاقت کے مراکز کی اصلاح؟

معمولی عقل کا آدمی بھی اس بات کو سمجھ سکتا ہے کہ جہاں لوگوں کو زنا کی آزادی حاصل ہو، وہاں زنا کے خلاف خواہ کتنا ہی وعظ کیا جائے زنا کا بند ہونا محال ہے۔ لیکن اگر حکومت کے اختیارات [کو استعمال] کر کے زبردستی زنا کو بند کر دیا جائے تو لوگ خود حرام کے راستے کو چھوڑ کر حلال کا راستہ اختیار کرلیں گے۔ شراب، جُوا، سُود، رشوت، فحش تماشے، بے حیائی

کے لباس، بداخلاق بنانے والی تعلیم اور ایسی ہی دوسری چیزیں اگر آپ وعظوں سے دُور کرنا چاہیں تو کامیابی ناممکن ہے۔ البتہ حکومت کے زور سے یہ بلائیں دُور کی جاسکتی ہیں۔

جو لوگ خلقِ خدا کو لوٹتے اور اخلاق کو تباہ کرتے ہیں، اُن کو آپ محض پند و نصیحت سے چاہیں کہ اپنے فائدوں سے ہاتھ دھولیں تو یہ کسی طرح ممکن نہیں۔ ہاں اقتدار ہاتھ میں لے کر آپ بالجبر ان کی شرارتوں کا خاتمہ کر دیں تو ان ساری خرابیوں کا انسداد ہوسکتا ہے۔

اگر آپ چاہیں کہ بندگانِ خدا کی محنت، دولت، ذہانت اور قابلیت غلط راستوں میں ضائع ہونے سے بچے اور صحیح راستوں میں صرف ہو۔ اگر آپ چاہیں کہ ظلم مٹے اور انصاف ہو۔ اگر آپ چاہیں کہ زمین میں فساد نہ ہو، انسان انسان کا خون نہ چوسے، نہ بہائے بلکہ دبے اور گرے ہُوئے انسان اٹھائے جائیں اور تمام انسانوں کو یکساں عزت، امن خوش حالی اور ترقی کے مواقع حاصل ہوں، تو محض تبلیغ و تلقین کے زور سے یہ کام نہیں ہوسکتا۔ البتہ حکومت کا زور آپ کے پاس ہو تو یہ سب کچھ ہونا ممکن ہے۔

پس یہ بالکل ایک کُھلی ہوئی بات ہے جس کو سمجھنے کے لیے کچھ بہت زیادہ غور کرنے کی بھی ضرورت نہیں کہ اصلاحِ خلق کی کوئی اسکیم بھی حکومت کے اختیارات پر کنٹرول کیے بغیر نہیں چل سکتی۔ جو کوئی حقیقت میں خدا کی زمین سے فتنہ و فساد کو مٹانا چاہتا ہو اور واقعی یہ چاہتا ہو کہ خلقِ خدا کی اصلاح ہو تو اس کے لیے محض واعظ اور ناصح بن کر کام کرنا سخت [ناکافی] ہے۔ اسے اُٹھنا چاہیے اور غلط اصول کی حکومت [اور] غلط کار لوگوں کے ہاتھ سے

اقتدار چھین کر صحیح اصول اور صحیح طریقے کی حکومت قائم کرنی چاہیے۔

یہ نکتہ سمجھ لینے کے بعد ایک قدم اور آگے بڑھیے۔

خرابی کی جڑ کہاں ہے؟

آپ کو یہ تو معلوم ہو گیا کہ بندگانِ خدا کی زندگی میں جو خرابیاں پھیلتی ہیں، اُن کی جڑ حکومت کی خرابی ہے، اور اصلاح کے لیے ضروری ہے کہ اس جڑ کی اصلاح کی جائے۔ مگر اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ خود حکومت کی خرابی کا بنیادی سبب کیا ہے؟ اس خرابی کی جڑ کہاں ہے اور اس میں کون سی بنیادی اصلاح کی جائے کہ وہ برائیاں پیدا نہ ہوں جن کا ذکر اُوپر کیا گیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ:

جڑ دراصل انسان پر انسان کی حکومت ہے اور اصلاح کی کوئی صورت اس کے سوا نہیں کہ انسان پر خدا کی حکومت ہو۔

اتنے بڑے سوال کا اتنا مختصر سا جواب سُن کر آپ تعجب نہ کریں۔ اس سوال کی تحقیق میں جتنا کھوج آپ لگائیں گے، یہی جواب آپ کو ملے گا۔

ذرا غور تو کیجیے، یہ زمین جس پر آپ رہتے ہیں، یہ خدا کی بنائی ہوئی ہے یا کسی اور کی؟ یہ انسان جو زمین پر بستے ہیں، ان کو خدا نے پیدا کیا ہے یا کسی اور نے؟ یہ بے شمار اسباب زندگی جن کے بل پر سب انسان جی رہے ہیں، انھیں خدا نے مہیّا کیا ہے یا کسی اور نے؟ اگر ان سب سوالات کا جواب یہی ہے اور اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ زمین اور انسان، اور یہ تمام سامان خدا ہی کے پیدا کیے ہوئے ہیں تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ

ملک خدا کا ہے، دولت خدا کی ہے، اور رعیّت بھی خدا کی ہے۔

حکم کس کا چلے گا؟

جب یہ معاملہ ہے تو آخر کوئی دُوسرا اس کا حق دار کیسے ہو گیا کہ خدا کے ملک میں اپنا حکم چلائے؟ آخر یہ کس طرح صحیح ہو سکتا ہے کہ خدا کی رعیّت پر خدا کے سوا کسی دوسرے کا قانون یا خود رعیّت کا اپنا بنایا ہوا قانون جاری ہو؟ ملک کسی کا ہو اور حکم دوسرے کا چلے؟ ملکیّت کسی کی ہو اور مالک کوئی دوسرا بن جائے؟ رعیّت کسی کی ہو اور اس پر فرمانروائی کوئی دوسرا کرے؟ یہ بات آپ کی عقل کیسے قبول کر سکتی ہے؟

ایسا ہونا تو صریح حق کے خلاف ہے اور چونکہ یہ حق کے خلاف ہے' اس لیے جہاں کہیں اور جب کہیں ایسا ہوتا ہے، نتیجہ بُرا ہی نکلتا ہے۔ جن انسانوں کے ہاتھ میں قانون بنانے اور حکم چلانے کے اختیارات آتے ہیں وہ کچھ اپنی جہالت کی وجہ سے مجبوراً غلطیاں کرتے ہیں' اور کچھ اپنی نفسانی خواہشات کی وجہ سے قصداً ظلم اور بے انصافی کا ارتکاب کرنے لگتے ہیں۔ کیونکہ اوّل تو ان کے پاس اتنا علم ہی نہیں ہوتا کہ انسانی معاملات کو چلانے کے لیے صحیح قاعدے اور قانون بنا سکیں۔ پھر اس سے بھی زیادہ خطرناک بات یہ ہے کہ خدا کے خوف اور خدا کے سامنے جوابدہی سے غافل ہو کر لامحالہ وہ شترِ بے مہار بن جاتے ہیں۔

ذرا سی عقل اس بات کو سمجھنے کے لیے کافی ہے' کہ جو انسان خدا سے بے خوف ہو اور جسے یہ فکر ہو ہی نہیں کہ کسی کو حساب دینا ہے۔ جو اپنی جگہ یہ سمجھ رہا ہو کہ اُوپر کوئی نہیں جو مجھ

سے پُوچھ گچھ کرنے والا ہو وہ طاقت اور اختیار پا کر شترِ بے مہار نہ بنے گا تو اور کیا بنے گا؟ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ایسے شخص کے ہاتھ میں جب لوگوں کے رزق کی کنجیاں ہوں، جب لوگوں کی جانیں اور مال اس کی مٹھی میں ہوں، جب ہزاروں لاکھوں سر اس کے حکم کے آگے جھک رہے ہوں، تو وہ راستی اور انصاف پر قائم رہ جائے گا؟ کیا آپ امید رکھتے ہیں کہ [ایسا شخص] حق مارنے، حرام کھانے اور بندگانِ خدا کو اپنی خواہشات کا غلام بنانے سے باز رہے گا؟ کیا آپ کے نزدیک یہ ممکن ہے کہ ایسا شخص خود بھی سیدھے رستے پر چلے اور دوسروں کو بھی سیدھا چلائے؟

ہرگز، ہرگز نہیں۔ ایسا ہونا عقل کے خلاف ہے۔ ہزار ہا برس کا تجربہ اس کے خلاف شہادت دیتا ہے۔ آج اپنی آنکھوں سے آپ خود دیکھ رہے ہیں کہ جو لوگ خدا سے بے خوف اور آخرت کی جواب دہی سے غافل ہیں۔ وہ اختیارات پا کر کس قدر ظالم، خائن اور بدراہ ہو جاتے ہیں۔

انسان کا حاکم کون؟

لہٰذا، حکومت کی بنیاد میں جس اصلاح کی ضرورت ہے وہ یہ ہے، کہ انسان پر انسان کی حکومت نہ ہو، بلکہ خدا کی حکومت ہو۔ اس حکومت کو چلانے والے خود مالک الملک نہ بنیں، بلکہ خدا کو بادشاہ تسلیم کر کے اس کے نائب اور امین کی حیثیت سے کام کریں اور یہ سمجھتے ہوئے اپنے فرائض انجام دیں کہ آخر کار اس امانت کا حساب اس بادشاہ کو دینا ہے، جو کُھلے اور چھپے کا جاننے والا ہے۔ حکومت کا قانون اس خدا کی ہدایت پر مبنی ہو جو تمام حقیقتوں کا علم رکھتا ہے اور دانائی کا سرچشمہ ہے۔ اس قانون کو بدلنے یا اس میں ترمیم و تنسیخ کرنے

کے اختیارات کسی کو نہ ہوں، تاکہ وہ انسانوں کی جہالت، خود غرضی اور ناروا خواہشات کے دخل پا جانے سے بگڑ نہ جائے۔

یہی وہ بنیادی اصلاح ہے جس کو اسلام جاری کرنا چاہتا ہے۔

حقیقی حاکم کو پہچانیے!

جو لوگ خدا کو اپنا بادشاہ (محض خیالی نہیں بلکہ واقعی بادشاہ) تسلیم کرلیں اور اس قانون پر جو خدا نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے بھیجا ہے، ایمان لے آئیں، اُن سے اسلام یہ مطالبہ کرتا ہے کہ اپنے بادشاہ کے ملک میں اس کا قانون جاری کرنے کے لیے اُٹھیں۔ اس کی رعیت میں سے جو لوگ باغی ہو گئے ہیں اور خود مالک الملک بن بیٹھے ہیں، ان کا زور توڑ دیں اور اللہ کی رعیّت کو دوسروں کی رعیّت بننے سے بچائیں۔

اسلام کی نگاہ میں یہ بات ہرگز کافی نہیں ہے کہ تم نے خدا کو خدا اور اس کے قانون کو برحق مان لیا ہے۔ نہیں، اس کو ماننے کے ساتھ ہی آپ سے آپ یہ فرض بھی تم پر عائد ہو جاتا ہے کہ جہاں بھی تم ہو، جس سرزمین میں بھی تمہاری سکونت ہو، وہاں خلقِ خدا کی اصلاح کے لیے اُٹھو۔ حکومت کے غلط اصول کو صحیح اصول سے بدلنے کی کوشش کرو۔ ناخدا ترس اور شتر بے مہار قسم کے لوگوں سے قانون سازی اور فرمانروائی کا اقتدار چھین لو اور بندگانِ خدا کی سربراہ کاری اپنے ہاتھ میں لے کر خدا کے قانون کے مطابق، آخرت کی ذمّہ داری، جواب دہی اور خدا کے عالم الغیب ہونے کا یقین رکھتے

ہوئے حکومت کے معاملات انجام دو۔ اسی جدوجہد کا نام جہاد ہے۔

اختیار واقتدار کے تقاضے

لیکن، حکومت اور فرمانروائی جیسی کچھ بدبلا ہے، ہر شخص اس کو جانتا ہے۔

اس کے حاصل ہونے کا خیال کرتے ہی انسان کے اندر لالچ کے طوفان اٹھنے لگتے ہیں۔ خواہشاتِ نفسانی یہ چاہتی ہیں کہ زمین کے خزانے اور خلقِ خدا کی گردنیں اپنے ہاتھ میں آئیں تو دل کھول کر خدائی کی جائے۔ حکومت کے اختیارات پر قبضہ کر لینا اتنا مشکل نہیں، جتنا ان اختیارات کے ہاتھ آ جانے کے بعد خدا بننے سے بچنا اور بندۂ خدا بن کر کام کرنا مشکل ہے۔ پھر بھلا فائدہ ہی کیا، اگر فرعون کو ہٹا کر تم خود فرعون بن گئے؟

لہٰذا، اس شدید آزمایش کی طرف بلانے سے پہلے اسلام تم کو اس کے لیے تیار کرنا ضروری سمجھتا ہے۔ تم کو حکومت کا دعویٰ لے کر اُٹھنے اور دنیا سے لڑنے کا حق اس وقت تک ہرگز نہیں پہنچتا، جب تک تمھارے دل سے خود غرضی اور نفسانیت نکل نہ جائے۔ جب تک تم میں اتنی پاک نفسی پیدا نہ ہو جائے کہ تمھاری لڑائی اپنی ذاتی یا قومی اغراض کے لیے نہ ہو، بلکہ صرف اللہ کی رضا اور خلق اللہ کی اصلاح کے لیے ہو، اور جب تک تم میں یہ صلاحیّت مستحکم نہ ہو جائے کہ حکومت پا کر تم اپنی خواہشات کی پیروی نہ کرو۔ بلکہ خدا کے قانون کی پیروی پر ثابت قدم رہ سکو۔ محض یہ بات کہ تم کلمہ پڑھ کر اسلام میں داخل ہو گئے ہو، تمھیں اس کا مستحق نہیں بنا دیتی کہ تمھیں خلقِ خدا پر ٹوٹ پڑنے کا حکم دے دے اور پھر تم خدا اور

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لے لے کر وہی سب حرکتیں کرنے لگو جو خدا کے باغی اور ظالم لوگ کرتے ہیں۔ قبل اس کے کہ اتنی بڑی ذمہ داریوں کا بوجھ اٹھانے کے لیے تم کو حکم دیا جائے، اسلام یہ ضروری سمجھتا ہے کہ تم میں وہ طاقت پیدا کی جائے جس سے تم اس بوجھ کو سہار سکو۔

اہل اختیار کی تربیت اور ذمہ داری

یہ نماز اور روزہ اور یہ زکوٰۃ اور حج دراصل اسی تیاری اور تربیت کے لیے ہیں۔ جس طرح تمام دنیا کی سلطنتیں اپنی اپنی فوج، پولیس اور سول سروس کے لیے آدمیوں کو پہلے خاص قسم کی ٹریننگ دیتی ہیں، پھر اُن سے کام لیتی ہیں۔ اسی طرح اسلام بھی ان تمام آدمیوں کو، جو اس ملازمت میں بھرتی ہوں، پہلے خاص طریقہ سے تربیت دیتا ہے۔ پھر ان سے جہاد اور حکومتِ الٰہی کی خدمت لینا چاہتا ہے۔

فرق یہ ہے کہ دنیا کی سلطنتوں کو اپنے آدمیوں سے جو کام لینا ہوتا ہے، اس میں اخلاق اور نیک نفسی اور خدا ترسی کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔ اس لیے وہ انھیں صرف کاررواں بنانے کی کوشش کرتی ہیں۔ خواہ وہ کیسے ہی زانی، شرابی، بے ایمان اور بدنفس ہوں۔ مگر اسلام کو جو کام اپنے آدمیوں سے لینا ہے، وہ چونکہ سارے کا سارا ہے ہی اخلاقی کام۔ اس لیے وہ انھیں کاررواں بنانے سے زیادہ اہم اس بات کو سمجھتا ہے کہ انھیں خدا ترس اور نیک نفس بنائے۔ وہ ان میں اتنی طاقت پیدا کرنا چاہتا ہے کہ جب وہ زمین میں خدا کی حکومت قائم کرنے کا دعویٰ لے کر اٹھیں تو اپنے دعویٰ کو سچّا کر کے دکھا سکیں۔ وہ لڑیں تو اس

لیے نہ لڑیں کہ انھیں خود اپنے واسطے مال و دولت و زمین درکار ہے، بلکہ ان کے عمل سے ثابت ہو جائے کہ ان کی لڑائی خالص خدا کی رضا کے لیے اور اس کے بندوں کی فلاح و بہبود کے لیے ہے۔ وہ فتح پائیں تو متکبّر اور سرکش نہ ہوں، بلکہ اُن کے سر خدا کے آگے جُھکے ہوئے ہوں۔ وہ حاکم بنیں تو لوگوں کو اپنا غلام نہ بنائیں، بلکہ خود بھی خدا کے غلام بن کر رہیں اور دوسروں کو بھی خدا کے سوا کسی کا غلام نہ رہنے دیں۔

وہ زمین کے خزانوں پر قابض ہوں تو اپنی یا اپنے خاندان والوں یا اپنی قوم کے لوگوں کی جیبیں نہ بھرنے لگیں، بلکہ خدا کے رزق کو اس کے بندوں پر انصاف کے ساتھ تقسیم کریں اور ایک سچّے امانت دار کی طرح یہ سمجھتے ہوئے کام کریں کہ کوئی آنکھ ہمیں ہر حال میں دیکھ رہی ہے، اور اُوپر کوئی ہے جسے ہم کو ایک ایک پائی کا حساب دینا ہے۔ اس تربیّت کے لیے ان عبادتوں کے سوا اور کوئی دوسرا طریقہ ممکن ہی نہیں ہے۔

ایمان کے ساتھ اختیار کے ثمرات

آپ سمجھ سکتے ہیں کہ جہاں فوج، پولیس، عدالت، جیل، تحصیل داری، ٹیکس کلکٹری اور تمام دُوسرے سرکاری کام ایسے اہل کاروں اور عہدہ داروں کے ہاتھ مین ہوں، جو سب کے سب خدا سے ڈرنے والے اور آخرت کی جواب دہی کا خیال رکھنے والے ہوں، اور جہاں حکومت کے سارے قاعدے اور ضابطے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہدایت پر قائم ہوں۔ جس میں بے انصافی اور نادانی کا کوئی امکان ہی نہیں ہے اور جہاں بدی و بدکارئ کی ہر صورت کا بروقت تدارک کر دیا جائے اور نیکی و نیکوکاری کی ہر بات کو حکومت اپنے روپے اور اپنی

طاقت سے پروان چڑھانے کے لیے مستعد رہے۔ ایسی جگہ خلقِ خدا کی بہتری کا کیا حال ہو گا۔

پھر آپ ذرا غور کریں، تو یہ بات بھی آسانی کے ساتھ آپ کی سمجھ میں آ جائے گی کہ ایسی حکومت جب کچھ مدت تک کام کر کے لوگوں کی بگڑی ہوئی عادتوں کو درست کر دے گی۔ جب وہ حرام خوری، بدکاری، ظلم، بے حیائی اور بد اخلاقی کے سارے رستے بند کر دے گی۔ جب وہ غلط قسم کی تعلیم و تربیت کا انسداد کر کے صحیح تعلیم و تربیت سے لوگوں کے خیالات ٹھیک کر دے گی اور جب اس کے ماتحت: عدل و انصاف، امن و امان اور نیک اطواری و خوش اخلاقی کی پاک صاف فضا میں لوگوں کو زندگی بسر کرنے کا موقع ملے گا' تو وہ آنکھیں جو بدکار اور ناخدا ترس لوگوں کی سرداری میں مدت ہائے دراز تک رہنے کی وجہ سے اندھی ہو گئی تھیں رفتہ رفتہ خود ہی حق کو دیکھنے اور پہچاننے کے قابل ہو جائیں گی۔ وہ دل جن پر صدیوں تک بد اخلاقیوں کے درمیان گھرے رہنے کی وجہ سے زنگ کی تہیں چڑھ گئی تھیں۔ آہستہ آہستہ خود ہی آئینے کی طرح صاف ہوتے چلے جائیں گے' اور ان میں سچائی کا اثر قبول کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے گی۔

اس وقت لوگوں کے لیے اس سیدھی سی بات کا سمجھنا اور مان لینا کچھ بھی مشکل نہ رہے گا' کہ حقیقت میں اللہ ہی ان کا خدا ہے اور اس کے سوا کوئی اس کا مستحق نہیں کہ وہ اس کی بندگی کریں اور یہ کہ واقعی وہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سچّے تھے، جن کے ذریعے سے ایسے صحیح قوانین ہم کو ملے۔ آج جس بات کو لوگوں کے دماغ میں اُتارنا سخت مشکل نظر آتا ہے، اس وقت وہ بات خود دماغوں میں اُترنے لگے گی۔ آج تقریروں اور کتابوں کے ذریعے سے

جس بات کونہیں سمجھایا جاسکتا، اس وقت وہ ایسی آسانی سے سمجھ میں آ جائے گی کہ گویا اس میں کوئی پیچیدگی ہی نہ تھی۔ جولوگ اپنی آنکھوں سے اس فرق کو دیکھ لیں گے کہ انسان کے خود گھڑے ہوئے طریقوں پر دنیا کا کاروبار چلتا ہے تو کیا حال ہوتا ہے اور خدا کے بتائے ہوئے طریقوں پر اس دنیا کے کام چلائے جاتے ہیں، تب کیا کیفیت ہوتی ہے۔

ان کے لیے خدا کی توحید اور اس کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر ایمان لانا آسان اور ایمان نہ لانا مشکل ہو جائے گا۔ بالکل اسی طرح جیسے پُھول اور کانٹوں کا فرق محسوس کر لینے کے بعد پُھول کا انتخاب کرنا آسان اور کانٹوں کا چُننا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس وقت اسلام کی سچائی سے انکار کرنے اور کفر وشرک پر اڑے رہنے کے لیے بہت ہی زیادہ ہٹ دھرمی کی ضرورت ہوگی اور مشکل سے ہزار میں دس پانچ ہی آدمی ایسے نکلیں گے جن میں اتنی زیادہ ہٹ دھرمی موجود ہو۔[تدوین : س م خ]

حقیقتِ جہاد ، [خطبات]

●

دوسرے تمام دینوں کی طرح اللہ کا دین بھی محض اس بات پر مطمئن نہیں ہوسکتا کہ آپ بس اس کے حق ہونے کو مان لیں اور اپنے اس اعتقاد کی علامت کے طور پر محض رسمی پُوجا پاٹ کر لیا کریں۔ کسی دوسرے دین کے ماتحت رہ کر آپ اس دین کی پیروی کر ہی نہیں سکتے۔ لہٰذا اگر آپ واقعی اِس دین کو حق سمجھتے ہیں تو آپ کے لیے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے کہ اس دین کو زمین پر قائم کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیں اور یا تو اسے قائم کر کے چھوڑیں یا اسی کوشش میں جان دے دیں۔ یہی کسوٹی ہے جس پر آپ کے ایمان واعتقاد کی صداقت پرکھی جاسکتی ہے۔

●

دین خواہ کوئی سا بھی ہو لامحالہ اپنی حکومت چاہتا ہے۔

حکومت کے بغیر دین بالکل ایسا ہے، جیسے ایک عمارت کا نقشہ آپ کے دماغ میں ہو۔ مگر عمارت زمین پر موجود نہ ہو۔ اس دماغی نقشے کے ہونے کا فائدہ ہی کیا ہے۔ جب کہ آپ رہیں گے اُس عمارت میں جو فی الواقع موجود ہوگی؟ پھر بھلا ایک نقشے کی عمارت میں رہتے ہوئے آپ کا کسی دُوسرے طرز یا دُوسرے نقشے کی عمارت اپنے ذہن میں رکھنا یا اس کا محض معتقد ہو جانا آخر معنی ہی کیا رکھتا ہے؟ وہ خیالی عمارت آپ کے ذہن میں ہوگی اور آپ خود اس واقعی عمارت کے اندر ہوں گے جو زمین پر بنی ہوئی ہے۔ عمارت کا لفظ دماغ والی عمارت کے لیے تو کوئی بولتا نہیں ہے' نہ ایسی عمارت میں کوئی رہ سکتا ہے۔ بالکل اسی مثال کے مطابق کسی دین کے حق ہونے کا محض اعتقاد کوئی معنی نہیں رکھتا اور ایسا اعتقاد لاحاصل ہے، جب کہ لوگ ایک دُوسرے دین میں زندگی بسر کر رہے ہوں۔

جس طرح خیالی نقشے کا نام عمارت نہیں ہے، اسی طرح خیالی دین کا نام بھی دین نہیں ہے اور خیالی عمارت کی طرح کوئی شخص خیالی دین میں بھی نہیں رہ سکتا۔ دین وہی ہے جس کا اقتدار زمین میں قائم ہو۔ جس کا قانون چلے اور جس کے ضابطہ پر زندگی کے معاملات کا انتظام ہو۔ لہٰذا ہر دین عین اپنی فطرت ہی کے لحاظ سے اپنی حکومت کا تقاضا کرتا ہے اور دین ہوتا ہی اسی لیے ہے کہ جس اقتدار کو وہ تسلیم کرانا چاہتا ہے' اسی کی عبادت اور بندگی ہو اور اسی کی شریعت نافذ ہو۔

●

- تجدید دین کی اہمیت کیا ہے؟ تجدید دین کی حقیقت کیا ہے؟
- حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ سے سید احمد شہیدؒ تک
- مجددین اکابر ملتؒ کے کارناموں کی تفہیم
- اور تجدید و تجدد میں فرق پر مبنی تاریخی مطالعہ

تجدید و احیائے دین

قیمت: ۶۰ روپے

سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کی مجلسوں میں آنے والے افراد کے سوالوں کے جوابات

۵ اے ذیلدار پارک

حصہ اول: ۴۵ روپے حصہ دوم: ۴۵ روپے حصہ سوم: ۴۵ روپے

مولانا مودودی کے انٹرویو

حصہ اول حصہ دوم

طلبہ و طالبات کے سوالات اور اُن کے جوابات

تصریحات

قیمت: ۱۰۰ روپے

البدر پبلی کیشنز
راحت مارکیٹ' اُردو بازار' لاہور۔ فون 7225030

اسلامک پبلی کیشنز
۳- کورٹ سٹریٹ' لوئر مال' لاہور۔ فون: ۷۲۴۸۶۷۶